ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.1 2022

اسلام اور اقبال کا عورت کی با اختیار سازی کا تصور

ISLAM AND IQBAL'S CONCEPT OF WOMEN EMPOWERMENT

ڈاکٹر حمیرا شہباز

پرنسپل انویسٹی گیٹر، این آر پی یو2020،، شعبہ فارسی، نمل اسلام آباد

سدرہ طاہر

ریسرچ اسسٹنٹ، این آر پی یو2020، پی ایچ ڈی اسکالر، شعبۂ اردو، نمل

اسلام آباد

Abstract:

The voice of women empowerment emerged as a reaction to the prevailing patriarchal society in the form of women's rights movements. The intellectuals, writers and poets of the East and the West penned their ideas to solve the problems of women. A critical study of these theories is an important research need. Dr. Muhammad Iqbal, a representative poet of the East and especially of the Islamic world, has also highlighted the importance of various aspects of women's empowerment such as polygamy, inheritance, education, veil etc. in his prose and poetry. The major source of Iqbal's thoughts is Islamic teachings. The purpose of this article is to provide a critical and comparative study of Iqbal's concept of women's empowerment in the light of Islamic teachings that is of Quran, Hadith and Seerat-ul-Nabi (may peace be upon him). The research method content analysis is adopted to study Iqbal's reflection in his works of Urdu, Persian and English. Iqbal presents the concept of women empowerment in his poetry and prose genres keeping in view the indigenous political, economic, social, cultural and religious consciousness and background of his region especially that of Muslims of subcontinent. His proposed indigenous solution enlighten by the teachings of Islam can be a useful teaching material for the education and grooming of the society.

Key Words:

Islam, Iqbal, Women, empowerment, religion, culture, Quran, Hadith, education, polygamy, inheritance, veil

عورت کی بااختیار سازی کا آوازہ، حقوق نسواں کی تحریکوں کی صورت میں مروجہ پدر سری طرز معاشرت کے رد عمل کے طور پر سامنے آیا معاشی، معاشرتی، تہذیبی، علاقائی اور مذہبی تناظر میں مختلف مکتب ہائے فکر، نظریات اور فلسفے عورت کی با اختیار سازی کے لیے منظر عام پر آئے۔ مشرق و مغرب کے دانشوروں، لکھاریوں، شاعروں نے مسئلۂ زن کے حل کے لیے قلم کا سہارا لیا۔ ان نظریات و تفکرات کا تنقیدی و تقابلی ایک اہم تحقیقی ضرورت ہے۔ مشرق اور بالخصوص جہان اسلام کے نمائندہ شاعر ڈاکٹر محمد اقبال نے بھی اپنے منظوم و منثور کلام میں عورت کی با اختیار سازی کے متعدد پہلوؤں جیسے تعدد ازدواج، وراثت، تعلیم، پردہ وغیرہ کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔ اقبال کے افکار کا سرچشمہ اسلامی تعلیمات ہیں۔ اس مقالے کا مقصد تعلیمات اسلام، یعنی قرآن، حدیث اور سیرت نبوی ﷺ کی روشنی میں اقبال کے پیش کردہ عورت کی بااختیار سازی کے تصور کا تنقیدی و تقابلی مطالعہ ہے۔ اس تحقیق کے لیے اقبال کی تین زبانوں اردو، فارسی اور انگریزی کی منظوم و منثور تصانیف کے مواد کا تجزیہ، تحقیقی روش کے طور پر اختیار کیا گیا ہے۔ اقبال اپنے خطے بالخصوص مسلمانان برصغیر کے مقامی، سیاسی، معاشی، معاشرتی، تہذیبی اور مذہبی شعور اور پس منظر کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنی شعری اور نثری تخلیقات میں عورت کی بااختیار سازی کے تصور کو پیش کرتے ہیں جو مسائل کے مقامی شعور کے تناظر میں ممکنہ حل کے لیے ممد و معاون ثابت ہو سکتا ہے۔ ان کے تصور کی دینِ اسلام سے مطابقت کو عوام الناس کی تعلیم و تربیت کے اہم تدریسی مواد کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔

کلیدی الفاظ: اسلام، اقبال، عورت، بااختیار سازی، مذہب، تہذیب، ، قرآن و سنت، حدیث، تعدد ازدواج، تعلیم، پردہ۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.1 2022

بااختیار معاشرہ بااختیار افراد کی بدولت ہی وجود میں آسکتا ہے۔ ہمیشہ سے دنیا کے نظام میں بگاڑ غیر مساوی اور غیر منصفانہ رویوں کی وجہ سے ہوا۔ انسان کی ہدایت کے لیے آنے والے آسمانی ادیان و مذاہب وقتاً فوقتاً انسانوں کے لیے تنبیہ اور تربیت کا سامان کرتے رہے۔ خود بنی نوع انسان میں سے حساس اور غور فکر کرنے والے احباب نے انسانیت کی فلاح کے لیے قلم اٹھایا تو ان کی تحریریں کسی نہ کسی حد تک الہامی تعلیمات سے متاثر بھی رہیں۔ انسانی معاشرہ جو مرد و زن کی باہمی اشتراک سے تکمیل پاتا ہے اور ترقی کرتا ہے، اس میں جہاں دیگر مسائل سر اٹھاتے رہے وہیں، عورت ذات کے ساتھ غیر مساوی رویوں نے اس کی بااختیار سازی کی اہمیت کو اجاگر کیا اور متعدد نظریات اور نکتہ ہائے نظر پیش کیے۔ نظریات کسی حد تک اپنی مخصوص تہذیبی، معاشرتی، معاشی، حدود کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔

دین اسلام، مسلمانوں کے لیے کامل ضابطہ حیات ہے۔ اسلام میں زندگی کے ان امور کا تذکرہ موجود ہے جن پر عمل پیرا ہو کر فرد اپنی زندگی خوش اسلوبی سے بسر کر سکتا ہے۔ الہامی کتاب قرآن مجید اور سنت رسول ﷺ کی پیروی ہی دنیا و آخرت میں بھلائی کا سبب ہے۔ دین اسلام وہ واحد مذہب ہے جس میں ہر ثقافت کو ڈھالا جاسکتا ہے۔ اس لیے کسی بھی مخصوص ثقافت میں ابھرنے والے مسائل نسواں، دین اسلام کی رہنمائی میں حل کیے جاسکتے ہیں کیونکہ اسلام نے جو حقوق عورت کو فراہم کیے وہ جملہ علت ہائے ما کی دوا ہیں، جس آزادی کا تصور اسلام نے پیش کیا وہ کسی اور تہذیب میں نہیں ملتا۔ لیکن خود دنیا کے مسلم معاشرے ثقافتی تضاد کی وجہ سے پوری طرح سے عورت کو یہ حقوق فراہم نہیں کر پائے۔ شاعر مشرق ڈاکٹر محمد اقبال ملت اسلامیہ کے آفاقی مفکر ہیں جن کی فکر خطے کے مسائل کا بڑی مہارت سے احاطہ کرتی ہے انہوں نے بھی اس مسئلے پر تشویش کا اظہار کیا ہے:

میں بھی مظلومی نسواں سے ہوں غم ناک بہت
نہیں ممکن مگر اس عقدۂ مشکل کی گشود ![1]

جہاں بے بس انسانیت کے لیے فکرِ اقبال زنبیلِ رواں ہیں وہیں اقبال کے حوالے سے عمومی تاثر پیش کیا جاتا ہے کہ اقبال نے خواتین کے معاملے میں قدامت پسندی کا مظاہرہ کیا ہے۔ عورت کی بااختیار سازی کے حوالے سے اقبال کی فکری اہمیت اس بات کی متقاضی ہے کہ اسے عام قاری تک پہنچایا جائے۔ اس سے قبل اقبال کے تصور عورت کے حوالے سے کئی کتب اور مقالہ جات تحریر کیے جاچکے ہیں اور "اقبال اور قرآن"[2] کے موضوع پر تصنیف موجود ہے جو فکر اقبال پر قرآن کے اثرات کا مطالعہ پیش کرتی ہے لیکن اب تک کوئی ایسی تحقیق پیش نہیں کی گئی جس سے عورت کی بااختیار سازی کے حوالے سے اقبال کی فکری معنویت اجاگر ہو سکے اور اس کو دین اسلام کی تعلیمات سے مطابقت کے میزان پر پرکھا گیا ہو۔ اس تحقیق کا مقصد اقبال کے فکر و عمل کا مطالعہ کرتے ہوئے جائزہ لینا ہے کہ اسلام اور اقبال کا عورت کی بااختیار سازی کا تصور کیا ہے؟ یہ کس حد تک ایک دوسرے سے مطابقت رکھتے ہیں اور اسلامی معاشرے میں عورت کن دائروں میں رہتے ہوئے مستحکم اور بااختیار بنائی جاسکتی ہے۔

علامہ محمد اقبال جن کی فکر کا محور و مرکز دین اسلام ہے قرآن و سنت کی تعلیمات کو بنیادی اہمیت دیتے ہیں۔ انہوں نے اپنے عہد کے حالات کے پیش نظر اعلیٰ ترین فکری سطح پر مشرقی تہذیب کو اسلام کے مطابق از سر نو تعمیر کرنے کی کوشش کی اور اسلام کی تعبیر کے مطابق اپنے تصورات کے ذریعے مسلم امت کو یورپ کی مادیت پرستی سے باہر نکالنے کی کوشش کی۔

قرآن حکیم سے اقبال کو بے حد شغف تھا۔ بچپن سے ہی باآواز بلند تلاوت کرنے کے عادی تھے۔ ان کی سوانح سے اس امر کا اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ اقبال عشق رسول ﷺ اور قرآن و سنت کی تعلیمات کے کس قدر قائل تھے۔ قرآن پاک کی تلاوت اور حضور ﷺ کا اسم مبارک سنتے ہی ان پر عجب کیفیت طاری ہو جاتی اور آنکھوں سے شدتِ جذبات میں آنسو جاری ہو جاتے تھے۔ وسیمہ مبارک (اقبال کی بھتیجی) علامہ اقبال کی زبانی سنا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ اقبال سے کسی نے پوچھا آپ حکیم الامت کیسے بنے؟ اقبال یہ راز فاش نہ کرنا چاہتے تھے۔ لیکن لوگوں کے اسرار سے زچ آکر بتایا کہ ایسا کرنا مشکل نہیں سچی لگن ہونی چاہیے میں نے اپنی زندگی میں کروڑہا بار درود شریف کا ورد کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج مجھے یہ مقام حاصل ہوا۔[3] غلام مصطفی خاں اپنی کتاب "قرآن اور اقبال" میں لکھتے ہیں: "عشق رسول ﷺ اور قرآن مجید ہی سے اقبال کے شخصی عناصر (Personal Elements) کی تعمیر ہوتی ہے۔"[4]

اقبال کے لیے شاعری کا مقصد ملی اتحاد کے پیش نظر اسلامی تعلیمات کے مطابق فرد و ملت کی راہنمائی ہے۔ پیامِ مشرق کے دیباچہ میں اقبال نے خود فارسی شاعری کے اس اہم ترین مجموعے کے مقصد کا خاکہ ان الفاظ میں بیان کیا ہے: " مجھے پیام مشرق کے بارے میں شاید ہی کچھ کہنے کی ضرورت ہے جو مغربی دیوان کے سو سال بعد لکھا گیا ہے۔ قاری خود دیکھے گا کہ اس کا بنیادی مقصد ان سماجی، اخلاقی اور مذہبی سچائیوں کو سامنے لانا ہے جن کا اثر افراد اور برادریوں کی روحانی ترقی پر پڑتا ہے۔"[5]

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.1 2022

اسلام کا نظام فکر اور فلسفہ حکمت، اقبال نے اپنی شاعری اور نثر دونوں صورتوں میں پیش کیا ہے۔ ان کی تحریر اور تقریر میں نہ صرف شریعت کے مباحث کو چھیڑا گیا ہے بلکہ قرآن وسنت سے مثالیں بھی پیش کی گئی ہیں۔ مزید براں ایسے شرعی مسائل کا تذکرہ وہ اپنے عہد کے علما کرام سے بھی کرتے اور شریعت کی رو سے ان مسائل کا حل معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کا اندازہ اقبال کے علما کرام کو بھیجے گئے خطوط سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ مثلاً سید سلیمان ندوی کے نام خط جو 24 اپریل 1924ء "لاہور" روانہ کیا گیا اس خط سے اقتباس ہے:

"۔۔۔فقہا کے نزدیک خاوند کو جو حق اپنی بیوی کو طلاق دینے کا ہے وہ بیوی کو یا اس کے کسی خویش یا کسی اور آدمی کے حوالے کیا جا سکتا ہے؟ اس مسئلہ کی بنا کوئی آیتِ قرآنی ہے یا حدیث؟۔۔۔امام ابو حنیفہ کے نزدیک طلاق یا خاوند کی موت کے دو سال بعد بھی اگر بچہ پیدا ہوا تو قیاس اس بچہ کے ولد الحرام ہونے پر نہیں کیا جاسکتا، اس مسئلہ کی اساس کیا ہے؟"[6]

عورت کی با اختیار سازی کے حوالے سے اقبال کے تصورات ٹھوس اسلامی بنیادوں پر ہیں۔ بعض حلقوں کی جانب سے اقبال پر تنگ نظری اور تعصب کا الزام عائد کرتے ہوئے اعتراض کیا جاتا ہے کہ اقبال عورتوں کی تعلیم اور آزادیِ نسواں کے قائل نہ تھے جب کہ اقبال کا تصور واضح ہے وہ اس معاملے میں بھی قرآن سے رہنمائی لیتے ہیں اور عورتوں کو اسلام کے مطابق ان کے حقوق سے آگاہی فراہم کرتے ہیں۔ اقبال اپنی تقریر "شریعتِ اسلام میں مرد اور عورت کا رتبہ" میں کہتے ہیں کہ اگر عورتوں کو اپنے حقوق کا علم ہو جائے اور وہ مردوں سے اپنے حقوق طلب کرنے لگیں تو مردوں کی زندگی مشکل ہو جائے گی۔[7] اس حوالے سے اقبال قرآن وسنت کی روشنی میں ایسی مثالیں پیش کرتے ہیں جو عورت کے مقام و مرتبے کا تعین کرتی ہیں۔ اقبال کے سامنے بعض اوقات ایسی آیات بھی آتی ہیں جن کے تحت لوگوں نے عورتوں کے مقام و مرتبے کو اسفل کرنے کی کوشش کی اور اعتراضات کیے کہ اسلام میں عورت کو برابری کے حقوق فراہم نہیں کیے گئے۔ لیکن اقبال نے اپنی فہم و فراست سے ایسی تفسیریں پیش کیں جو اسلامی معاشرے کی تعمیر اور عورت کی قدر و منزلت کو اجاگر کرتی ہیں۔ مثلاً: اسلام نے مرد کو طلاق کا حق دیا ہے۔ یہ حق مرد کو ازدواجی تعلق استوار نہ ہونے کی صورت میں باعزت طریقے سے طلاق دینے کا ہے نہ صرف طلاق کا حق بلکہ ان کے مکمل اخراجات کی ادائیگی کا بھی حکم دیا گیا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے: ترجمہ:" اور طلاق یافتہ عورتوں کو بھی مناسب طریقے سے خرچہ دیا جائے، یہ پرہیز گاروں پر واجب ہے۔"[8]

اس آیت قرآنی سے ظاہر ہے کہ اللہ پاک نے ان مردوں کو پرہیز گار قرار دیا ہے جو طلاق کے باوجود عورت کے اخراجات اٹھاتے ہیں۔ لیکن بعض اوقات اس پر بھی اعتراض کیا جاتا ہے کہ مرد کو طلاق کا حق حاصل ہے عورت کمزور ہے اسے اسلام نے یہ حق فراہم نہیں کیا۔ اس حوالے سے اقبال اپنا مشاہدہ پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"اعتراض کیا جاتا ہے کہ اسلام میں عورت کو (مرد کی طرح) طلاق دینے کا حق نہیں۔ حال میں ترکی میں یہی اعتراض کیا گیا لیکن ہم تو محکوم ہیں۔ اپنی مرضی کے مطابق اپنی تعلیم کو نہیں چلاسکتے۔ تعجب ہے کہ ترکی میں کبھی اس اعتراض کا جواب نہیں دیا گیا۔ اسلام نے اس مسئلے کا عجیب طرح بیان کیا ہے۔ جو حل اسلام نے اس مسئلے کا تجویز کیا ہے وہ نہایت عمیق تجربے پر مبنی ہے۔ آپ کو شاید معلوم نہیں کہ ہمارے علما نے کبھی اس بات کی توضیح نہیں کی کہ نکاح کے وقت عورت کہہ سکتی ہے کہ جو حق اسلام نے طلاق کا تم کو (مرد کو) دیا ہے وہی اس وقت مجھے دے دو تو پھر نکاح ہو گا یا یہ حق میرے کسی قریبی تعلق والے کو دے دیا جائے۔"[9]

اقبال کی تقریر کے اس اقتباس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ نہ صرف عورتوں کے حقوق بلکہ اسلام نے جو حقوق عورتوں کو فراہم کیے ہیں اس میں سے بھی ایسے شواہد پیش کرتے ہیں جن سے خواتین کو تحفظ فراہم ہوتا ہے۔ یہاں اقبال نے اپنی اس تقریر میں نہ صرف عورتوں کو جوابی حل بتایا ہے بلکہ اس اعتراض کو دور کرتے ہوئے اپنے مشاہدات بھی بیان کیے ہیں کہ کیسے جن ممالک میں عورت کو طلاق کا حق فراہم کیا گیا وہاں اس ناپسندیدہ فعل کی شرح میں نہ صرف اضافہ ہوا بل کہ اس کے سنگین نتائج بھی دیکھنے کو ملے۔ ایسی ہی ایک اور مثال دیکھیے جس کا تذکرہ اقبال نے کیا ہے جس میں وہ مرد کی ایک سے زائد شادیوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اسلام ایک ہی وقت میں مرد کو چار شادیوں کی اجازت دیتا ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے: ترجمہ:" اور اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف نہ کر سکو گے تو ان عورتوں سے نکاح کرو جو تمہارے لیے پسندیدہ اور حلال ہوں، دو دو اور تین تین اور چار چار (مگر یہ اجازت بشرطِ عدل ہے)، پھر اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم (زائد بیویوں میں) عدل نہیں کر سکو گے تو صرف ایک ہی عورت سے (نکاح کرو) یا وہ کنیزیں جو (شرعاً) تمہاری ملکیت میں آئی ہوں، یہ بات اس سے قریب تر ہے کہ تم سے ظلم نہ ہو۔"[10]

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

اس آیت کریمہ سے عیاں ہے کہ کن مخصوص حالات میں مرد کو چار شادیوں کی اجازت دی گئی ہے۔ قرآن میں بیوی اور بچے کی کفالت کی ذمہ داری بھی مرد کو دی گئی ہے۔ اس حوالے سے بھی اعتراض کیا جاتا ہے کہ عورت کو یہ حق نہیں دیا گیا اور یہاں بھی مرد عورت سے سبقت لے جاتا ہے۔اقبال نے اس امر کو جو کہ نظام فطرت کے خلاف ہے اس حوالے سے بھی اپنا مشاہدہ پیش کیا ہے۔اس ضمن میں اگر خدشہ ہو کہ مرد اپنے اس اختیار کا ناجائز فائدہ اٹھائے گا تو اقبال نے عورت کو تحفظ فراہم کرنے اور معاشرے میں ظلم و بربریت سے بچانے کے لیے اس مسئلے کا بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ:

"اگر نکاح کے وقت عورت مرد سے یہ مطالبہ کرے کہ تم اس رخصت کو اپنے حق میں ترک کر دو، جو تعدد ازدواج کے بارے میں از روئے قرآن تمھیں حاصل ہے تو وہ اس مطالبہ کا حق رکھتی ہے۔"[11]

تعدد ازدواج کے حوالے سے مسلمان عورتوں کو اس طرح تحفظ فراہم ہو سکتا ہے۔ اقبال نے اس ذیل کی وضاحت میں یہ بھی واضح کیا ہے کہ جنگ میں جب مردوں کی تعداد کم رہ جائے اور خواتین کی تعداد زیادہ ہو جائے تو اسی طرح کے مختلف مواقع کے پیش نظر قرآن نے مرد کو چار شادیوں کی اجازت دی۔ اسی طرح شریعت اسلامی میں جو حقوق عورتوں کو فراہم کیے گئے ہیں ان سے اقبال نہ صرف بخوبی آگاہ ہیں بلکہ جائز حقوق کا پرچار کرتے ہیں اور اپنے قول و فعل پر قائم رہتے ہوئے دوسروں کی اصلاح بھی کرتے ہیں۔ جیسا کہ ایڈیٹر "انقلاب" کے نام لکھے گئے خط کا اقتباس دیکھئے:

"خواتین مدراس کے سپاس نامے کے جواب میں جو تقریر میں نے کی تھی، وہ آج آپ کے اخبار میں میری نظر سے گزری ہے۔ افسوس ہے کہ جن صاحب نے تقریر مذکور کے نوٹ لیے ان سے بعض ضروری باتیں چھوٹ گئیں۔ خیر اس وقت ان باتوں کا ذکر مطلوب نہیں۔ایک دو اغلاط کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے۔ فقہ اسلامی میں بیوی بچوں کو دودھ پلانے کی اجرت طلب کر سکتی ہے، نہ کہ بچہ جننے کی جیسا کہ لکھنے والے صاحب نے لکھا ہے۔ میں نے تقریر میں اس کا ذکر کیا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات ان کے حافظہ سے اتر گئی۔"[12]

اس اقتباس میں علامہ اقبال نے جس تقریر کی طرف اشارہ کیا ہے وہ "شریعت اسلام میں مرد اور عورت کا رتبہ" ہے۔ اس تقریر میں اقبال نے باقاعدہ عورتوں کی با اختیار سازی کے حوالے سے اسلام کی روشنی میں عورت کے مقام و مرتبے پر مفصل تقریر کی ہے۔ جیسا کہ اس میں بچے کو دودھ پلانے کے حوالے سے کہا گیا کہ عورت اس کی اجرت طلب کر سکتی ہے۔ اس حوالے سے قرآن میں بھی ارشاد ہے: ترجمہ: "اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو برس تک دودھ پلائیں یہ (حکم) اس کے لیے ہے جو دودھ پلانے کی مدت پوری کرنا چاہے، اور دودھ پلانے والی ماؤں کا کھانا اور پہننا دستور کے مطابق بچے کے باپ پر لازم ہے، کسی جان کو اس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہ دی جائے، (اور) نہ ماں کو اس کے بچے کے باعث نقصان پہنچایا جائے اور نہ باپ کو اس کی اولاد کے سبب سے، اور وارثوں پر بھی یہی حکم عائد ہو گا، پھر اگر ماں باپ دونوں باہمی رضامندی اور مشورے سے (دو برس سے پہلے ہی) دودھ چھڑانا چاہیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں، اور پھر اگر تم اپنی اولاد کو (دایہ سے) دودھ پلوانے کا ارادہ رکھتے ہو تب بھی تم پر کوئی گناہ نہیں جب کہ جو تم دستور کے مطابق دیتے ہو انہیں ادا کر دو، اور اللہ سے ڈرتے رہو اور یہ جان لو کہ بیشک جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے خوب دیکھنے والا ہے۔"[13]

قرآن پاک میں یہ ارشاد واضح ہے کہ بچے کو دودھ پلانے والے کے اخراجات اور اس کا معاوضہ مرد کو ادا کرنا ہے جب کہ عورت پر یہاں بھی دودھ پلانے کی پابندی نہیں ہے۔ علامہ اقبال اپنی عملی زندگی میں بھی ان احکامات پر عمل کرتے تھے۔ اقبال کی پہلی بیوی سے اقبال کے ناموافق حالات کے باعث علیحدگی ہو گئی تھی ان سے اقبال کا بیٹا آفتاب اقبال تھا۔ اقبال کے مکتوبات سے پتا چلتا ہے کہ اقبال ذرائع آمدنی کم ہونے کے باوجود بھی ایک مخصوص رقم والدۂ آفتاب اقبال کو بھیجتے رہے۔ اس طرح زندگی کے آخری ایام میں بھی کفالت کی یہ ذمہ داری نبھاتے رہے۔ اسی طرح اقبال اپنی زندگی میں مختلف فیصلوں پر قرآن کے احکامات پر اکتفا کرتے تھے۔ جاوید اقبال؛ علامہ اقبال کی سوانح زندہ رود میں اقبال کی بہن زینب بی (جو بے اولاد ہونے کے باعث کئی سال میکے رہیں اور ان کے شوہر نے ماں کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے مزید دو شادیاں کیں لیکن اپنی والدہ کی وفات کے بعد زینب بی سے مصالحت کی کوششیں کیں۔) کے حوالے سے ایک واقعہ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اقبال مصالحت کے لیے کسی صورت رضامند نہ تھے۔ والد نے جب دیکھا کہ وہ کسی طرح بھی رضامند نہیں تو انہوں نے اپنے مخصوص نرم انداز میں کہا کہ اللہ تعالی نے قرآن کریم میں "والصلح خیر" کہا ہے۔ اتنا سننا تھا کہ اقبال خاموش ہو گئے۔ چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا، جیسے کسی نے سلگتی ہوئی آگ پر برف کی سل رکھ دی ہو۔ تھوڑے عرصے بعد والد نے پھر پوچھا کہ کیا فیصلہ کیا جائے۔ اقبال نے جواب دیا، وہی جو قرآن کہتا ہے، چنانچہ مصالحت ہو گئی"[14]

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.1 2022

اقبال نہ صرف گھریلو معاملات میں قرآن حکیم کے احکامات پر عمل کرتے تھے بل کے علامہ اقبال کے افکار قرآن سے اخذ شدہ ہیں۔ علامہ اقبال قرآن کریم کو خواتین کے حقوق کے حوالے سے کامل کتاب جانتے ہیں۔ اس بات کا اعتراف ان کے خط بنام محمد امین زبیری ایڈیٹر "ظل السلطان" بھوپال، 29 اپریل 1917ء میں لکھے گئے خط سے بھی عیاں ہے۔ اقتباس دیکھئے:

> " آپ کا نوازش نامہ مل گیا۔ میری رائے میں اس بحث پر سب سے بہتر کتاب قرآن کریم ہے، تدبر شرط ہے۔ اس میں تمام باتیں موجود ہیں بلکہ Modern Eugenics کے تمام مسائل بھی اس میں موجود ہیں۔ زمانہ حال کی سفریجٹ عورتوں نے اس پر بہت کچھ لکھا ہے۔ ایک کتاب Rights of Women میری نظر سے گزری ہے کسی عورت کی لکھی ہوئی ہے مگر افسوس ہے کہ مصنف کا نام ذہن میں محفوظ نہیں۔ "[15]

خط کے اس اقتباس سے عیاں ہے کہ خواتین کے حقوق کے حوالے سے اقبال نے قرآن کے احکامات کے مطالعے کے ساتھ ساتھ اس حوالے سے تاریخ اور اپنے عہد کی دیگر اہم کتب کا مطالعہ کر رکھا تھا۔ اقبال اندرون خانہ میں خالد نظیر صوفی اور دیگر سوانح نگاروں نے اقبال کی شخصیت کا جو رخ پیش کرنے کی کوشش کی اس میں سے ایک خواتین کے پردے کے حوالے سے ہے کہ اقبال پردے کے سختی سے قائل تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اقبال پر تنگ نظری اور تعصب کے الزامات لگائے جاتے ہیں۔ اس حوالے سے بھی اقبال کے خیالات واضح ہیں اور قرآنی تعلیمات کے مطابق ہیں۔ خواتین کے پردے کے حوالے سے قرآن کریم میں ارشاد ہے: ترجمہ:" اور آپ مومن عورتوں سے فرمادیں کہ وہ (بھی) اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کیا کریں اور اپنی آرائش وزیبائش کو ظاہر نہ کیا کریں سوائے (اسی حصہ) کے جو اس میں سے خود ظاہر ہوتا ہے اور وہ اپنے سروں پر اوڑھے ہوئے دوپٹے (اور چادریں) اپنے گریبانوں اور سینوں پر (بھی) ڈالے رہا کریں اور وہ اپنے بناؤ سنگھار کو (کسی پر) ظاہر نہ کیا کریں سوائے اپنے شوہروں کے یا اپنے باپ دادا یا اپنے شوہروں کے باپ دادا کے یا اپنے بیٹوں یا اپنے شوہروں کے بیٹوں کے یا اپنے بھائیوں یا اپنے بھتیجوں یا اپنے بھانجوں کے یا اپنی (ہم مذہب، مسلمان) عورتوں یا اپنی مملوکہ باندیوں کے یا مردوں میں سے وہ خدمت گار جو خواہش و شہوت سے خالی ہوں یا وہ بچے جو (کم سنی کے باعث ابھی) عورتوں کی پردہ والی چیزوں سے آگاہ نہیں ہوئے (یہ بھی مستثنٰی ہیں) اور نہ (چلتے ہوئے) اپنے پاؤں (زمین پر اس طرح) مارا کریں کہ (پیروں کی جھنکار سے) ان کا وہ سنگھار معلوم ہو جائے جسے وہ (حکمِ شریعت سے) پوشیدہ کئے ہوئے ہیں، اور تم سب کے سب اللہ کے حضور توبہ کرو اے مومنو! تاکہ تم (ان احکام پر عمل پیرا ہو کر) فلاح پا جاؤ" [16]

علامہ اقبال نے بھی اس قسم کے خیالات کا اظہار کیا ہے جو عین اسلامی تعلیمات کے مطابق ہیں۔ اس حوالے سے اقبال کا 24 جولائی 1935 میں لکھا گیا خط بنام خواجہ عبد الرحیم سے اقتباس ملاحظہ ہو:

> "۔۔۔پردہ کے متعلق قرآن کے احکام واضح ہیں۔ زینت کا چھپانا لازم ہے البتہ زینت کے متعلق علما میں اختلاف ہے۔ بعض اس میں چہرے کو داخل نہیں سمجھتے۔ بالعموم زینت میں چہرہ اور ہاتھ دونوں کو داخل سمجھتے ہیں۔ طریق پردہ کا کیا ہو۔ یہ ہر ملک اور زمانے کے مذاق اور حالات پر منحصر ہے۔ برقع جو ہمارے ہاں رائج ہے اس کا کہیں ذکر قرآن میں نہیں ہے۔ البتہ جلباب بمعنی چادر کا ذکر ہے۔ میری والدہ ہمیشہ چادر پہنتی تھی اور برقعہ کو خلاف شرع سمجھتی تھی۔ "[17]

علامہ اقبال عورت کے شرعی پردے کے قائل ہیں۔ جو احکامات قرآن وسنت میں عورت کے لیے جاری کیے گئے ہیں اگر عورت خود کو ان کے مطابق ڈھال لیتی ہے تو باپردہ اور باکردار ہو گی۔ اقبال کے نزدیک عورت کے نسوانی جوہر پردے میں نکھرتے ہیں۔ اقبال کے مخزن میں شامل مضمون "قومی زندگی ۱۹۰۴ " میں اقبال اس حوالے سے کہتے ہیں کہ پردے کا سوال عورتوں کے حقوق کے حوالے سے غور طلب ہے۔ اس ضمن میں اقبال اپنے عہد کے مغربی اور مشرقی تصور جو پردے کے حوالے سے رائج تھا اس کے قائل نہ تھے بلکہ وہ کہتے ہیں کہ:

> "ہندوستان میں پردے پر سخت زور دیا جانا اخلاقی وجوہ پر مبنی تھا چونکہ اقوام ہندوستان نے اخلاقی لحاظ سے کچھ بہت ترقی نہیں کی، اس واسطے اس دستور کو ایک قلم موقوف کر دینا میری رائے میں قوم کے لیے نہایت مضر ہو گا۔ ہاں اگر قوم کی اخلاقی حالت ایسی ہو جائے جیسی کہ ابتدائے زمانہ اسلام میں تھی تو اس کے زور کو کم کیا جا سکتا ہے اور قوم کی عورتوں کو آزادی سے افراد کے ساتھ تبادلہ خیالات کرنے کی عام اجازت ہو سکتی ہے۔ "[18]

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.1 2022

اقبال کے مضمون کے اس اقتباس سے عیاں ہے کہ کن مخصوص حالات میں عورت کی زینت اور اس کی حفاظت کے لیے پردہ کیا کردار ادا کرتا ہے۔ پردے کا حکم صرف عورتوں کے لیے ہی نہیں ہے بل کہ اس میں مرد کا بھی اہم کردار ہے۔ اقبال قوم کی ایسی حالت کے خواں تھے جس میں عورت کو ہر طرح کی آزادی حاصل ہو سکے اور ایسے ہی معاشرے کی تشکیل چاہتے تھے جس میں عورت بغیر کسی رکاوٹ کے اپنے خیالات کا اظہار کر سکے۔ اس لیے یہ بات اہمیت کی حامل ہے کہ معاشرے کی اخلاقی تربیت پر توجہ دی جائے۔ یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ صرف عورت ہی کے سخت پردے پر اصرار نہ کیا جائے بل کہ اس حوالے سے مرد کو بھی اہم کردار ادا کرنا ہو گا۔ قرآن میں آیا ہے:" قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِہِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَہُمْ ذٰلِکَ اَزْكٰى لَہُمْ اِنَّ اللّٰہَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْن ترجمہ: ایمان والوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہ نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کو بھی محفوظ رکھیں، یہ ان کے لئے بہت پاکیزہ ہے، بیشک اللہ جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں۔"[19] اور ایک حدیث مبارکہ میں ارشاد گرامی ہے: "غضُّ الْبَصرِ وَكَفُّ الْأَذَى وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّہْيُ عَنْ الْمُنْكَرِ، ترجمہ: نگاہ نیچی رکھنا، اذیت کا رد کرنا، سلام کا جواب دینا، اور بھلی بات کا حکم دینا اور بری بات سے منع کرنا"[20] اس حوالے سے اقبال کی تقریر سے ایک اور اقتباس ملاحظہ ہو:

> "پردہ کے متعلق اسلام کے احکام صاف اور واضح ہیں۔ "غض بصر" کا حکم ہے اور وہ اس لیے کہ زندگی میں ایسے وقت بھی آتے ہیں جب عورت کو غیر محرم کے سامنے ہونا پڑتا ہے۔ خاص اس وقت کے لیے یہ حکم ہے۔ دیگر حالات کے لیے اور احکام ہیں۔ پردے کے سلسلے میں اسلام کا عام حکم عورت کو یہ ہے کہ وہ اپنی زینت کو ظاہر نہ کرے۔"[21]

اس اقتباس سے نہ صرف فکر اقبال کے تناظر میں خواتین کی با اختیار سازی عیاں ہوتی ہے بل کہ اقبال کے خیالات جہاں عورتوں کے لیے زینت ظاہر نہ کرنے کے حوالے سے اسلامی احکامات کا بیان کرتے ہیں وہیں اس حوالے سے مردوں کے لیے جو احکام الہی ہے اس کا بھی تذکرہ کرتے ہیں۔ جس کے لیے قرآن اصطلاح "غض بصر" کا استعمال کرتے ہیں۔ "غض بصر" یعنی " نظر کی حفاظت" کا حکم مرد اور خواتین دونوں پر لازم ہے۔ دونوں کو ہی بری نظر یا گناہ آلودہ نظر ڈالنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ پردے کی اہمیت اجاگر کرتے ہوئے اقبال سیرت النبی ﷺ سے ایک واقعہ مثنوی اسرار خودی میں "در بیان اینکہ خودی از عشق و محبت استحکام می پذیرد" عنوان کے تحت پیش کرتے ہیں۔

در مصافی پیشِ آن گردون سریر
دخترِ سردارِ طی آمد اسیر
پای در زنجیر و هم بی پرده بود
گردن از شرم و حیا خم کرده بود
دخترک را چون نبی بی پرده دید
چادر خود پیشِ روی او کشید
ما از آن خاتونِ طی عریان تریم
پیشِ اقوامِ جهان بی چادریم[22]

ترجمہ: اس جنگ میں حضور ﷺ کے سامنے طے کے سردار کی بیٹی قید کر کے لائی گئی، اس کے پاؤں میں زنجیریں تھیں اور وہ بے پردہ تھی، شرم و حیا سے اس کا سر خم تھا، جب نبی ﷺ نے اس لڑکی کو بے پردہ دیکھا (تو) اپنی چادر (مبارک) اس کے چہرے پر ڈال دی، ہم اس خاتونِ طے سے بھی بڑھ کر عریاں ہیں، اقوام جہاں کے سامنے بے پردہ ہیں۔[23]

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.1 2022

اس واقعے کا ذکر ہمیں تاریخ اسلام کی کتب میں ملتا ہے کہ طے خاندان کی بیٹی جنگی قیدی کے طور پر گرفتار کی گئی تھی۔[24] یہاں اقبال نے حضور ﷺ کی شان رحمت سے ایک ایسے عمل کی مثال دی ہے جس میں انہوں نے حسب و نسب کے تمام امتیازات سے بالاتر عورت کی عظمت کے پیش نظر اس لڑکی کو اپنی چادر مبارک پیش کر دی۔ علامہ اقبال نے شعری اور فنی محاسن کے استعمال سے اپنے عہد کے جدید تقاضوں کو اسلام کے قالب میں ڈھالنے کی کوشش کی۔ یہی وجہ ہے کہ تاریخ اسلام سے ایسے واقعات پیش کیے جن پر قوم فخر کرتے ہوئے عمل کرے۔ اقبال کے ہاں عورت کے جذبات و احساسات کی بہت قدر ہے۔ اقبال خود بھی ان جذبات کے قدر دان تھے اور دوسروں کو بھی اسلام اور اس کی قوت نورانیہ سے آگاہ کرتے ہیں۔ اسی طرح تاریخ اسلام سے ایک ایسے واقعے کا بیان اپنے ایک خط میں کرتے ہیں جس سے ایک عورت کے پر تاثیر جذبات کی عکاسی ہوتی ہے جو حضور پاک ﷺ کی زندگی کے ایک بڑے فیصلے کی وجہ بنی۔ اس سے نہ صرف ایک عورت کے جذبات کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے بلکہ یہ ایک ایسا عالی مرتبت فیصلہ ہے جو رنگ، نسل، مذہب کی حدود سے مبرا ہے۔ اقبال کے خط جو بابو عبدالمجید کو 12 اکتوبر 1918ء میں لکھا گیا اس سے ایک اقتباس ہے۔

> "نضیر کی بیٹی نے باپ کے قتل کی خبر سنی تو نوحہ وفریاد کرتی اور باپ کی جدائی میں درد انگیز اشعار پڑھتی ہوئی (یہ اشعار حماسہ میں منقول ہیں) دربار نبویؐ میں حاضر ہوئی۔ اللہ اکبر! اشعار سنے تو حضورؐ اس قدر متاثر ہوئے کہ اس لڑکی کے ساتھ مل کر رونے لگے۔ یہاں تک کہ جوش ہمدردی نے اس سب سے زیادہ ضبط کرنے والے انسان کے سینے سے ایک آہ سرد نکلوا کے چھوڑی۔ پھر نضیر کی تڑپتی ہوئی لاش کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ فعل محمد رسول اللہ کا ہے اور اپنی روتی ہوئی آنکھ پر انگلی رکھ کر کہا یہ فعل محمد بن عبد اللہ کا ہے۔ پھر حکم دیا کہ نضیر کے بعد کوئی شخص مکہ میں قتل نہ کیا جائے۔"[25]

نضیر ہجرت سے پہلے حضور ﷺ کو سخت اذیت پہنچاتا تھا۔ فتح مکہ کے بعد آپؐ نے اس کی گردن اڑانے کا حکم دیا۔ اقبال کا تاریخ اسلام کا مطالعہ گہرا تھا۔ اس لیے وہ اپنی تحریروں کو ان واقعات کے بیان سے پر تاثیر بناتے ہیں۔

اقبال خواتین کی بااختیار سازی کے لیے مساوی حقوق کے قائل ہیں اور اس نظریے کے تحت بھی قرآن و احادیث سے مثالیں پیش کرتے ہیں۔ بعض معاشروں میں عورت پستی کا شکار ہے بلخصوص پس ماندہ طبقوں میں عورت کو مرد سے کم تر سمجھا جاتا ہے۔ ظہور اسلام سے پہلے عورت پر مظالم کی انتہا تھی لیکن اسلامی تعلیمات اور حضور ﷺ کی برکتوں سے عورت کو اس کی اصل پہچان اور مقام واپس مل سکا۔ لیکن اس حوالے سے بھی کچھ لوگ مرد کی برتری بیان کرنے کے لیے قرآنی آیت " الرجال قوامون علی النساء" ترجمہ: مرد عورتوں کے محافظ اور کفیل ہیں۔[26] کا سہارا لیتے ہوئے عورت کے مقام و مرتبے پر سوال اٹھاتے ہیں۔ لیکن اقبال یہاں بھی اسلام سے ایسی مثالیں پیش کرتے ہیں جن میں عورت کو مردوں کی طرح برابر حقوق حاصل ہیں گو کے دونوں کے فرائض مختلف ہیں۔ اقبال "ملت بیضا پر ایک عمرانی نظر" میں کہتے ہیں:

> "اسلام میں عورتوں کا جو درجہ ہے اس پر تفصیلی رائے زنی کرنے کی یہاں گنجائش نہیں البتہ کھلے کھلے لفظوں میں اس امر کا اعتراف ضرور کروں گا کہ بفحوائے آیہ کریمہ "الرجال قوامون علی النساء" میں مرد اور عورت کی مساواتِ مطلق کا حامی نہیں ہو سکتا۔ یہ ظاہر ہے کہ قدرت نے ان دونوں کے تفویض جدا جدا خدمتیں کی ہیں اور ان فرائض جداگانہ کی صحیح اور باقاعدہ انجام دہی خانوادہ انسانی کی صحت اور فلاح کے لیے لازمی ہے۔"[27]

علامہ اقبال نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے مرد اور عورت میں مساوات کے حوالے سے اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے کہ قدرت نے دونوں کو ایک دوسرے کے متضاد الگ الگ ذمہ داریاں دی ہیں۔ جس میں دونوں کے فرائض جدا جدا ہیں، دونوں کو اپنی اپنی ذمے داریوں کی شناخت کرنی چاہیے۔ اقبال نے اس امتیاز کو رد کر دیا کہ ان میں سے کوئی ایک برتر اور دوسرا کم تر ہو۔ دونوں کو بحیثیت انسان ان کے الگ فرائض پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کرتے ہے۔ اس حوالے سے قرآن پاک میں بھی ارشاد ہوا ہے: ترجمہ: "پھر یہ کہ اس نے اسی نطفہ ہی کے ذریعہ دو قسمیں بنائیں: مرد اور عورت"[28] اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مرد اور عورت میں کوئی امتیاز نہیں ان کی پیدائش ایک ہی نطفہ سے کی گئی پھر کیوں کر ان میں امتیاز ہو گا۔ گو کہ دونوں کو الگ الگ فرائض کی ادائیگی کرنی ہے۔ اگر مرد عورت اور عورت مرد بننے کی کوشش کرے گی تو اس سے مختلف مسائل پیدا ہوں گے۔ یہی علامہ اقبال کے افکار ہیں۔ اس حوالے سے اقبال اپنی ایک اور تقریر میں بھی فرماتے ہیں کہ:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.1 2022

"مجھے یہ بتلانے کی ضرورت نہیں کہ اسلام میں مردوزن میں قطعی مساوات ہے۔ میں نے قرآن پاک کی آیت سے یہی سمجھا ہے بعض علماء مرد کی فوقیت کے قائل ہیں جس آیت سے شک کیا جاتا ہے وہ مشہور ہے۔"الرجال قوامون علی النساء"عربی محاورے کی روسے اس کی تفسیر صحیح معلوم نہیں ہوتی کہ مرد کو عورت پر فوقیت حاصل ہے۔ عربی گرامر کی روسے قائم کا صلہ جب علیٰ پر آئے تو معنی محافظت کے ہو جاتے ہیں۔ ایک دوسری جگہ قرآن حکیم نے فرمایا"ھن لباس لکم وانتم لباس لھن"۔لباس بھی محافظت کے لیے ہوتا ہے۔مرد عورت کا محافظ ہے۔ دیگر کئی لحاظ سے بھی مرد اور عورت میں کسی قسم کا فرق نہیں۔"[29]

اقبال نے ہر امتیازی فرق کو قرآنی تعلیمات کی روشنی میں رد کیا ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہوا ہے : هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ، ترجمہ: وہ تمہاری پوشاک ہیں اور تم ان کی پوشاک ہو۔ [30]اس آیت کریمہ سے ظاہر ہے کہ کیسے قرآن میں دونوں کے لیے ایک ہی حکم ہے۔ اقبال نے ملت اسلامیہ کو دین اسلام کی تعلیمات سے روشناس کروانے اور زندگی کو ان تعلیمات کے مطابق استوار کرنے کے لیے شاعری کی تاکہ امت کی بھلائی ہو۔ اس آیت کریمہ کا ذکر اقبال نے نہ صرف تقریر میں کیا بلکہ عورت کے احترام کو اجاگر کرنے کے لیے لکھی گئی فارسی نظم "نوعِ انسانی کی بقا اموموت سے ہے اور اموموت کا حفظ و احترام اسلام ہے" اس میں بھی قرآن کی اس آیت کو بطور تلمیح پیش کرتے ہیں:

پوشش عریانی مردان زن است
حسنِ دلجو عشق را پیراهن است[31]

ترجمہ: عورت مردوں کی عریانی کے لیے لباس ہے، (اس کا) دلکش حسن عشق کا پیراہن ہے۔[32]

اس نظم میں مزید عورت کی تکریم اور بلند مرتبت مقام عورت بطور ماں کے اس کے اعلیٰ مقام سے روشناس کرنے کے لیے حدیثِ مبارکہ کا سہارا لیتے ہوئے درج ذیل اشعار پیش کرتے ہیں:

گفت آن مقصودِ حرفِ کن فکان
زیر پایِ امہات آمد جنان[33]

ترجمہ: اموموت" میں بہت سے معنی پوشیدہ ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا کہ :ماں کے قدموں تلے جنت ہے۔[34]

حدیث پاک ہے "الجنت تحت اقدام امھات"[35] ترجمہ: ماں کے قدموں تلے جنت ہے۔ اس حدیث سے عورت کی تکریم میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح صنفی امتیازات کو رد کرتے ہوئے اقبال قرآنی آیت: "امۃ وسطاً کونوا شھداء علیٰ الناس "[36] کو پیش کرتے ہیں۔ تقریر سے اقتباس ہے:

" اسلام تمام معاملات میں اعتدال کو مد نظر رکھتا ہے۔"امۃ وسطاً کونوا شھداء علیٰ الناس"۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ تمام افراط و تفریط سے پرہیز کیا جائے۔ اگر آپ ان حقوق پر نظر ڈالیں جو اسلام نے عورتوں کو دیے ہیں تو آپ پر واضح ہو جائے گا کہ اس مذہب نے عورت کو کسی طرح مرد سے ادنیٰ درجہ پر نہیں رکھا۔ سب سے پہلے دیکھیے کہ ماں بچوں کی وراثت کا حق رکھتی ہے۔ سب سے اول اسلام ہی نے اس امر کا اعلان کیا کہ عورت اپنی علیحدہ جائیداد کا حق رکھتی ہے۔"[37]

ایک بڑا اعتراض وراثت کے معاملات پر بھی لگایا جاتا ہے کہ اسلام میں عورت کو مرد کے برابر حصہ فراہم نہیں کیا۔ اس حوالے سے قرآن پاک میں ارشاد ہے: ترجمہ: اللہ تمہیں تمہاری اولاد (کی وراثت) کے بارے میں حکم دیتا ہے کہ لڑکے کے لئے دو لڑکیوں کے برابر حصہ ہے۔[38]اس قرآنی آیت پر اکتفا کرتے ہوئے عورتوں کے حقوق سلب کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ اسلام نے بھی عورت کو مرد کے مقابلے وراثت میں آدھا حصہ دیا ہے۔ لیکن یہاں بھی اقبال دلائل سے ثابت کرتے ہیں کہ یہ قانون فطرت عین انصاف ہے۔ اقبال عورت کو اس کے حقیقی مقام سے روشناس کرواتے ہوئے ان کو ان کی صحیح قدر و قیمت کا احساس دلاتے ہیں۔ اقبال شبلی

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.1 2022

نعمانی کے نام 7اپریل 1926ء کے خط میں بھی اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے خطبے اجتہاد میں یہ واضح کیا ہے کہ عورت کو مرد کے مقابلے آدھا حصہ ملنا عین انصاف ہے۔[39] اقبال نے خطبے میں یہ بحث ترکی شاعر 'ضیابک' کی بعض تحریریں کے جواب میں کی ہے۔ عورت کو مرد سے آدھا حصہ ملنا انصاف ہے یہ اقبال امر قرآنی تعلیمات کی روشنی میں بیان کرتے ہیں کیوں کہ عورت کے تمام اخراجات کی ذمے داری مرد کو دی گئی اور پھر بیٹی، بیوی، ماں ہر روپ میں عورت کو جائیداد سے حق فراہم کیا گیا ہے یوں خواتین کو اقبال نے قرآن کے مطابق مکمل تحفظ فراہم کرنے کی تعلیم دی ہے۔

مساوات سے ہٹ کر عورت کو جن مقامات پر مسائل پیش آتے ہیں وہ بر کی تلاش کے مسائل ہیں جو اقبال کے خطوط سے عیاں ہوتے ہیں جس سے خواتین کو مسائل کا سامنا رہتا ہے۔ اس حوالے سے بھی اقبال کے نزدیک اس کی ایک وجہ قبائلی امتیازات ہیں۔ جس کے باعث خاندان میں مناسب رشتہ نہ ہونے کے باعث زیادہ تر عورتیں غیر شادی شدہ زندگی بسر کر دیتی ہیں۔ اس مسئلے کے پیش نظر اقبال خان محمد نیاز الدین خاں صاحب کے نام خط میں لکھتے ہیں:

"۔۔۔انسانوں کو خدا نے قبائل میں تقسیم کیا۔ اس واسطے کہ ان کی شناخت کی جاسکے۔ (وجعلناکم شعوباً وقبائل لتعارفوا)۔ نہ اس واسطے کہ یہ امتیاز سلسلہ ازدواج میں ممد و معاون ہو۔"[40]

جیسا کہ قرآن میں ارشاد باری تعالی ہے: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ، ترجمہ: اے لوگو! ہم نے تمھیں مرد اور عورت سے پیدا فرمایا اور ہم نے تمھیں (بڑی بڑی) قوموں اور قبیلوں میں (تقسیم) کیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بیشک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ باعزت وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہو، بیشک اللہ خوب جاننے والا خوب خبر رکھنے والا ہے۔[41] اس قرآنی ارشاد کو پیش کر کے اقبال نے ثابت کیا ہے کہ یہ تقسیم اس لیے نہیں کی گئی کہ اسے سلسلۂ ازدواج میں رکاوٹ بنایا جائے۔ علامہ اقبال خود بھی عورتوں کی عزت کرتے تھے اور دوسروں کو بھی اس کا احترام کرنے کی تلقین کرتے تھے عورت کو کم تر سمجھنے کی بجائے عورت کا حقیقی مقام پیش کرنے کے لیے قرآن و سنت سے دلائل پیش کرتے تھے۔ مثلاً لاہور 30 دسمبر 1915ء میں مہاراجہ کشن پرشاد کے نام خط میں لکھتے ہیں:

"لندن میں ایک انگریز نے مجھ سے پوچھا کہ تم مسلمان ہو؟ میں نے کہا کہ ہاں تیسرا حصہ مسلمان ہوں۔ وہ حیران ہو کر بولے "کس طرح؟ میں نے عرض کی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھے تمھاری دنیا سے تین چیزیں پسند ہیں نماز، خوشبو اور عورت۔ مجھے ان تینوں میں صرف ایک پسند ہے مگر اس تخیل کی داد دینی چاہیے کہ نبی کریم ﷺ نے عورت کا ذکر دو لطیف ترین چیزوں کے ساتھ کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عورت نظامِ عالم کی خوشبو ہے اور قلب کی نماز۔[42]

حدیثِ مبارکہ ہے ترجمہ: "دنیوی چیزوں میں سے بیوی اور خوشبو مجھے بہت پسند ہیں۔ اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھ دی گئی ہے۔"[43] اس حدیث کا ذکر نہ صرف اقبال کے خط میں ملتا ہے بلکہ رموزِ بیخودی میں شامل اقبال کی فارسی نظم "نوعِ انسانی کی بقا امومت سے ہے اور امومت کا حفظ و احترام اسلام ہے" میں کہتے ہیں:

آنکہ ناز د بر وجودش کائنات
ذکرِ او فرمود با طیب و صلوٰۃ[44]

ترجمہ: کائنات کو جس کے وجود پر ناز ہے، انھوں (حضور ﷺ) نے اس کا ذکر خوشبو اور نماز کے ساتھ فرمایا۔[45]

تعلیم بااختیار سازی کی بنیادی ضرورت ہے۔ عورت کی تعلیم سے متعلق اقبال کے خیالات اپنے عہد کے تناظر میں کسی حد تک محدود دکھائی دیتے ہیں لیکن اس کی بنیادی وجہ اقبال کے دور میں مسلمانوں کی عمومی زبوں حالی تھی۔ اور خواتین کی زندگی میں بہتری کا حل ان کو بنیادی تعلیم کے حصول میں نظر آتا ہے، جو کہ تعلیم سے شروع ہوتی ہے اور دیگر لازمی مضامین کی تعلیم کی جانب ان کا اشارہ ہے جو کہ اس دور کے تناظر میں اس وقت ضروری تھے۔ اقبال لکھتے ہیں:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.1 2022

"ہماری جماعت کا شیرازہ اس وقت تک بندھا رہ سکتا ہے جب تک کہ مذہب اسلام اور تہذیب اسلام کو ہم پر قابو ہے۔ چونکہ عورت کے دل ودماغ کو مذہبی تخیل کے ساتھ ایک خاص مناسبت ہے۔ لہٰذا قومی ہستی کی مسلسل بقا کے لیے یہ بات نہایت ضروری ہے کہ ہم اپنی عورتوں کو ابتدا میں ٹھیٹھ مذہبی تعلیم دیں۔ جب وہ مذہبی تعلیم سے فارغ ہو چکیں تو ان کو اسلامی تاریخ، علمِ تدبیر، خانہ داری اور علم اصولِ حفظِ صحت پڑھایا جائے۔ اس سے ان کی دماغی قابلیتیں اس حد تک نشو نما پا جائیں گی کہ وہ اپنے شوہروں سے تبادلہ خیالات کر سکیں گی اور امومت کے وہ فرائض خوش اسلوبی سے انجام دے سکیں گی جو میری رائے میں عورت کے فرائض اولین ہیں۔ تمام وہ مضامین جو اس کی نسائیت کی نفی کرنے یا اسلام کی حلقہ بگوشی سے آزاد کرانے والے ہیں باحتیاط ان کے نصابِ تعلیم سے خارج کر دینے چاہییں۔ لیکن ہمارا نکتہ آموز ابھی تک اندھیرے میں رستہ ٹٹولتے پھرتے ہیں۔"[46]

اقبال نے جہاں کہیں عقدۂ مظلومی نسواں کو حل کرنے کی کوشش کی وہاں تعلیمات اسلام سے ہی ان کو راہنمائی ملی ہے۔ اقبال کا عورت کی بااختیار سازی کے حوالے سے تصور پوری طرح دین اسلام سے مطابقت رکھتا ہے۔ قرآن نے عورتوں کو کسی طرح بھی مرد سے کم تر قرار نہیں دیا اس کی تعبیر و تشریح اقبال کی قوت فکر و عمل سے عیاں ہے۔ اللہ نے عورت کو انسان پیدا کیا اور ہر روپ میں اس کی عصمت اور وقار کو قائم رکھا۔ اگر مرد اور عورتیں مل کر اپنے اپنے فرائض کی ادائیگی اسلام کے مطابق کریں تو پر وقار معاشرے کی تشکیل ہوتی ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ زندگی اسلامی تعلیمات کے اصولوں کے مطابق گزاری جائے۔ مذہبی اصولوں کے مطابق زندگی بسر کرنے میں ہی انسان کی فلاح ہے۔ ہر طرح کے عصری مسائل سے نجات ان اصولوں کی پیروی میں ہے۔ خواتین کو صحیح معنوں میں اپنے اختیارات کو بروئے کار لانے کے لیے ان تعلیمات پر عمل پیرا ہونا؛ اپنی زینت کو قائم رکھنے اور معاشرے کا اہم رکن بننے کے لیے ضروری ہے۔ اقبال کی افکار کو قومی نصاب میں ہر سطح بالخصوص جامعات کی سطح پر ہر شعبے مین نوجوان ذہنوں کی تعلیم وتربیت کے لازمی قراد دیا جانا چاہیے۔

حوالہ جات:

[1]۔ محمد اقبال، ڈاکٹر، کلیات اقبال اردو، اقبال اکادمی، لاہور، 2007، ص609

[2]۔ غلام مصطفی خاں، ڈاکٹر، اقبال اور قرآن، ادارۂ ثقافت اسلامیہ، لاہور، ۱۹۷۷

[3]۔ خالد نظیر صوفی، اقبال درون خانہ، حصہ دوم، اقبال اکادمی، پاکستان، ۲۰۰۳، ص ۱۳

[4]۔ غلام مصطفی خاں، ڈاکٹر، اقبال اور قرآن، ص ۵

[5]۔ محمد اقبال، ڈاکٹر، کلیات اقبال فارسی، اقبال اکادمی پاکستان، ۲۰۱۹، ص ۲۲۹

[6]۔ محمد اقبال، ڈاکٹر ، خط، مشمولہ کلیاتِ مکاتیبِ اقبال، مرتبہ، سید مظفر حسین برنی، جلد دوم، اردو اکادمی، دہلی، ص636-637

[7]۔ محمد اقبال، ڈاکٹر، شریعتِ اسلام میں مرد اور عورت کا رتبہ، مشمولہ، مقالات اقبال، مرتب، عبدالواحد معینی، سید، محمد عبد اللہ قریشی، آئینہ ادب، لاہور، ص ۳۲۵

[8]۔ القرآن، 2 : 241، https://www.irfan-ul-quran.com/ ،9:48 am

[9]۔ محمد اقبال، ڈاکٹر، شریعتِ اسلام میں مرد اور عورت کا رتبہ، مشمولہ، مقالات اقبال، ص ۳۲۱

[10]۔ القرآن، 4 : 3، https://www.irfan-ul-quran.com ،22 جنوری 2022، 9:48 am

[11]۔ محمد اقبال، ڈاکٹر، شریعتِ اسلام میں مرد اور عورت کا رتبہ، مشمولہ، مقالات اقبال، ص ۳۲۴

[12]۔ محمد اقبال، ڈاکٹر، خط، مشمولہ کلیاتِ مکاتیبِ اقبال، جلد سوم، ص55-56

[13]۔ القرآن، ۲ : 233، https://www.irfan-ul-quran.com ،22 جنوری 2022، 9:48 am

[14]۔ جاوید اقبال، ڈاکٹر، زندہ رود، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۹، ص ۸۹

[15]۔ محمد اقبال، ڈاکٹر، خط، مشمولہ اقبال نامہ، مرتب، شیخ عطا اللہ، اقبال اکادمی، پاکستان، ۱۹۴۴، ص225

[16]۔ القرآن، 24 : 31، https://www.irfan-ul-quran.com ،22 جنوری 2022، 9:48 am

[17]۔ محمد اقبال، ڈاکٹر، خط، مشمولہ کلیاتِ مکاتیبِ اقبال، جلد چہارم، ص158

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.1 2022

[18]۔ محمد اقبال،ڈاکٹر، قومی زندگی، مشمولہ، مقالات اقبال، ص ۹۴

[19]۔ القرآن،24: 31 https://www.irfan-ul-quran.com, 22جنوری2022، 9:48 am

[20]۔ مسلم بن حجاج، امام، الصحیح، ،ج4، ،داراحیاء التراث العربی ہن، بیروت، س ندارد ، ص1704

[21]۔ محمد اقبال،ڈاکٹر، شریعتِ اسلام میں مرد اور عورت کا رتبہ، مشمولہ، مقالات اقبال، ص ۳۲۳

[22]۔ محمد اقبال،ڈاکٹر، کلیاتِ اشعار فارسی مولانا اقبال لاہوری، با مقدمہ احمد سروش، انتشارات کتابخانہ سنائی، ایران، ۱۳۷۶ش، ص16

[23]۔ حمیر اشہباز،ڈاکٹر، ذکر زن، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجیز، اسلام آباد، 2018ء، ص55

[24]۔ احمد حسن زیات، تاریخ ادب عربی، مترجم، محمد نعیم صدیقی، مکتبہ دانیال، لاہور، ص ۱۱۴۔۱۱۵

[25]۔ محمد اقبال،ڈاکٹر، خط، مشمولہ اقبال نامہ، ص۷۶

[26]۔ القرآن،4 : 34، https://www.irfan-ul-quran.com/, 22جنوری2022، 9:48 am

[27]۔ محمد اقبال،ڈاکٹر، ملت بیضا پر ایک عمرانی نظر، مشمولہ، مقالات اقبال، ص۱۷۷

[28]۔ القرآن،75 : 39 , https://www.irfan-ul-quran.com/ ،22جنوری2022، 9:48 am

[29]۔ محمد اقبال،ڈاکٹر، شریعتِ اسلام میں مرد اور عورت کا رتبہ، مشمولہ، مقالات اقبال، ص۳۱۸

[30]۔ القرآن،2 : 187، , https://www.irfan-ul-quran.com/ ،22جنوری2022، 9:48 am

[31]۔ محمد اقبال،ڈاکٹر، کلیاتِ اشعار فارسی مولانا اقبال لاہوری، ص102

[32]۔ حمیر اشہباز،ڈاکٹر، ذکر زن، ص160

[33]۔ محمد اقبال،ڈاکٹر، کلیاتِ اشعار فارسی مولانا اقبال لاہوری، ص102

[34]۔ حمیر اشہباز،ڈاکٹر، ذکر زن، ص161

[35]۔ ابو عبداللہ محمد بن سلامۃ القضاعی، مسند الشہاب، جلد اول، مؤسسہ الرسلہ، بیروت، ۴۵۴ھ، ص ۱۰۲

[36]۔ القرآن،2: 143 , https://www.irfan-ul-quran.com/ ،22جنوری2022، 9:48 am

[37]۔ محمد اقبال،ڈاکٹر، شریعتِ اسلام میں مرد اور عورت کا رتبہ، مشمولہ، مقالات اقبال، ص ۳۲۰

[38]۔ القرآن،4 : 11، https://www.irfan-ul-quran.com/ ,،22جنوری2022، 9:48 am

[39]۔ محمد اقبال،ڈاکٹر، خط، مشمولہ اقبال نامہ، ص158-159

[40]۔ محمد اقبال،ڈاکٹر، خط، مشمولہ کلیاتِ مکاتیبِ اقبال، جلد دوم، ص182

[41]۔ القرآن،49 : 13، https://www.irfan-ul-quran.com/،22جنوری2022، 9:48 am

[42]۔ محمد اقبال،ڈاکٹر، خط، مشمولہ کلیاتِ مکاتیبِ اقبال، جلد اول، ص443

[43]۔ https://mohaddis.com/View/Sunan-nasai/T2/3939 ،20جنوری2022، 12:28 pm

[44]۔ محمد اقبال،ڈاکٹر، کلیاتِ اشعار فارسی مولانا اقبال لاہوری، ص ۱۰۲

[45]۔ حمیر اشہباز،ڈاکٹر، ذکر زن، ص160-161

[46]۔ محمد اقبال،ڈاکٹر، ملت بیضا پر ایک عمرانی نظر، مشمولہ، مقالات اقبال، ص۱۷۹